

ڈاکٹر نبیل احمد نبیل
اسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

عارف عبدالمتمین کی اردو غزل کے قیاسی عناصر

Arif Abdul Mateen is a progressive bard whose Ghazal (lyrical poetry) associated with aesthetic values, a fine amalgamation of subjectivity and objectivity plus it is reflective of social realism. His poetry is based on his enviable educational and artistic access and his profound thoughts and vision. After the partition (1947) if we discuss the renowned poets of the era, the names of Faiz Ahmed Faiz, Zaheer Kashmiri, Sahir Ludhianvi, Ahmed Nadeem Qasmi and Arif Abdul Mateen appear on the canvas of mind. He derived all the metaphors and symbols from the progressive movement and aged them critically in his poetry. Ideologically, he remained associated with progressive till his last breath. His poetry reflects the sense of deprivation prevailed in the lives of the proletariat class. He raised a strong agitating voice against the exploitation of the power oriented bourgeoisie.

عارف عبدالمتمین نے اپنے شعری سفر کا آغاز امرتسر (بھارت) سے کیا۔ اُن کی شاعری پر آغاز سفر میں ایم اے اوکالج، امرتسر کے استاد اختر حسین رائے پوری، ایم ڈی شیر اور فیض احمد فیض کا رہا۔ مذکورہ استاد ہانچمن قیاسی مصنفین سے وابستہ تھے، عارف عبدالمتمین اپنے مذکورہ استاد سے متاثر ہوئے اور قیاسی انداز سے وابستگی اختیار کی۔ انھوں نے اختر حسین رائے پوری کے زیرِ اہانت قیاسیات سے گہرے اثر قبول کیے۔ اس ضمن میں عارف عبدالمتمین اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں:

”تحریکی اثر میں نے ”ہانچمن قیاسی مصنفین“ اور ”حلقہ ابوب ذوق“ سے قبول کیے، شخصی فیوض اپنے استاد علامہ محمد عبداللہ فلسفی، خواجہ صادق حسن، مولانا غلام نبی، ڈاکٹر ایم ضیاء الدین، فیض احمد فیض، ایم ڈی شیر، اختر حسین رائے پوری، پروفیسر کرامت حسین جعفری اور پروفیسر ڈاکٹر دلاور حسین سے حاصل

کیے“ (۱)

عارف عبدالمتمین کی شاعری کے آغاز کے دور میں ”ہانچمن قیاسی مصنفین“ بہ طور اہانت تحریک کے اپنے عروج پر تھی۔ قیاسی انداز قیاسیات نے اردو شاعری پر اپنے دور رس اثرات شروع کر دیے تھے۔ عارف عبدالمتمین کی شاعری کے اولین

دور میں انجمن تہ تیہ مصنفین کے متوازی ”حلقہ اڈب ذوق“ کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اس پلیٹ فارم نے بھی اکثر شعرا کے آیت مزاج اور رویوں کو متاثر کیا۔ اردو ادب کی ان دو بڑی تحریکیں نے شاعری، افسانہ، ناول ایسی اہم اصناف کو فکری و فنی اعتبار سے بڑی حد تک متاثر کیا۔ اپنے عہد کی مذکورہ تحریکیں ۲۰ سے شعرا و ادیب بڑی حد تک قبول کیے بغیر نہ رہ سکے۔

عارف عبدالتین آچہ ”حلقہ اڈب ذوق“ سے بھی منسلک رہے، لیکن ان کے افکار و آیت ”انجمن تہ تیہ“ کی پسند مصنفین“ گہرے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ وہ تقسیم کے بعد لاہور آگئے اور انجمن تہ تیہ پسند مصنفین، لاہور سے وابستگی اختیار کی۔ تہ تیہ پسند مصنفین سے تعلق خاطر کے ضمن میں اپنے شعری مجموعے ”سفر کی“ کے آ ب عارف عبدالتین لکھتے ہیں:

”فیض احمد فیض اور ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کے م جن کی آ کے ش میرے دل و دماغ کا قیمتی

* شہ ہیں“ (۲)

عارف عبدالتین نے اپنے شعری مجموعے ”سفر کی“ کا آ ب دو بڑے تہ تیہ پسند ادیبوں کے م کیا ہے۔ اس سے ان کے تہ تیہ پسند افکار و آیت اور فنی و فکری وابستگی کا اذہ لگا جاسکتا ہے کہ وہ کس قدر تہ تیہ پسند تحریکیں کے حامی اور پیروکار تھے۔ اختر حسین رائے پوری سے متاثر ہونے کے کارن عارف عبدالتین کے افکار و آیت میں تہ تیہ پسندانہ رجحانات نے راکھ پائی تہ تیہ پسند تحریکیں نے ان کے ذہن و فکر اور غزل کو ا نئی ۵، * آ اڑ، * رُحمان اور رویہ کیا۔ اس سیاق میں عارف عبدالتین اپنے اردو مضامین کے مجموعے ”امکا تہ تیہ“ کے آ ب میں لکھتے ہیں:

”تہ تیہ پسند تحریکیں کے م..... جس نے تہ گی اور فن کے متعلق میرے آیت کی تشکیل میں اہم کردار

ادا کیا“ (۳)

محولہ لا اقتباسات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عارف عبدالتین اپنے تہ تیہ پسندانہ افکار و آیت کا اعلان خود کر رہے ہیں۔ ان کی غزلوں میں تہ تیہ پسند موضوعات، ان کی فکری و آیت بلخ آ کی کا بین ثبوت ہیں۔ انھوں نے اپنے معاشرے کے مصائب و مسائل کو غزل کے اشعار میں فنی پختگی ساتھ تخلیق کا پیراہن کیا ہے، وہ ”ادب اے تہ گی“ کے قائل ہیں۔ ان کی شاعری خارجی تہ گی کے آشوب اور بے و تار ی طبقے کی حقیقی صورت حال کی لائندہ و بھمان ہے۔ عارف عبدالتین آیت کمال تہ تیہ پسند شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں Ki نی حیات اور صورت حال کے تلخ تجربات تخلیقی پیرائے میں جلوہ آ ہوئے ہیں۔ ان کی بیشتر غزلیں سیاسی، سماجی اور جمالیاتی موضوعات کی غمازی کرتی ہیں۔ انھوں نے خارجی موضوعات کے ساتھ ساتھ داخلی موضوعات کو بھی اپنے کلام میں تخلیق کیا ہے، یہی وجہ سے ان کا کلام افسانہ آفریں اور متاثر کن ہے 1 ان کی شاعری میں Ki نی سماجی صورت حال کا تخلیقی بیا 6 خارجی حقائق کے مختلف عناصر و مظاہر کے طور سے اپنی پوری قوت کے ساتھ جلوہ آ ہوا ہے۔ اس حوالے سے شمشاد راجہ رقم طراز ہیں:

”در اصل عارف اپنی بڑ تہ تیہ سا ۶ اور مزاج کے اعتبار سے داخلیت پسند ہے، لیکن ابتدا میں وہ جن فکری

اور فنی رجحانات کا قبول کر چکا تھا۔ ۶ اس کی شخصیت میں کچھ اس طرح رچ بسا تھا کہ وہ اپنی

افتاد طبع کے مطابق فنی صلاحیتوں سے کام نہ لے سکا تھا لیکن بعد میں خارجی ڈی کے تحت اسے اپنی ذات

کے ۴ رجھا نکلنے پر مجبور ہوا: ۱۰ (۴)

عارف عبدالمتین ”انجمن“ قی پسند مصنفین کے رکن اور لاہور شاخ کے سرآمد تخلیق کار کے طور سے نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔
تحریر سے ان کی وابستگی عمر رہی وہ عملی طور پر بھی اور آئی قی طوبہ بھی قی پسند تھے۔ اس سیاق و تناظر میں عارف عبدالمتین کے چند اشعار 5 حلقہ کیے جا رہے ہیں:

صلیب غم مجھے منظور ہے نگار چن
گل ۴ ط تو مہکیں گے تیرے دامن میں

ہم مشعل خورشید ہیں قندیلِ قمر ہیں
جلتے ہیں ۴ و روز 1 دہر نگر ہیں

تم دڑو کے پورہ ہو ہم پیکار کے رسیا ہیں
تم کیا جانو سر کنو، ہم کیا جا 3 سر کا خم

زہر کو امرت لکھ نہ سکیں گے، ہاتھ قلم ہر چند کرو
اپنا فن ہے حسن صداقت، فن کی اما ۴ اپنا قلم

افکار ہمارے سر گزار رہیں گے
تن اپنے قفس میں، ے صیاد رہیں گے

عارف عبدالمتین کے ہاں داخلیت بھی خار۔ A کا عکس لیے ہوئے ہے۔ ان کی داخلیت DI ادبی نہیں بلکہ اجتماعی فہ کے صورت میں آتی ہے۔ اُن کے یہاں داخلی جمالیاتی عناصر بھی خارجی فہ کی صورت حال سے ہی تعبیر و عبارت ہیں، پسند بھی ہیں چوں کہ اُن کا دل بہ ولتاری طبقے کے ساتھ دھڑکتا ہے، اسی لیے ان کے کلام میں خارجی فہ کی ڈی دہ عکاسی ہوئی ہے۔ ان کے اشعار میں ”گل ۴ ط تو مہکیں گے“ عزم و حوصلہ ۴ یں تو ہوگا۔ عارف عبدالمتین کی غزلوں میں حقیقت نگاری کا حسن قابلِ ذکر ہے، وہ اپنے سماج کے درد و کرب اور مسائل و مشکلات کو اپنے اشعار میں سادگی کے ساتھ سمو ۴ پ قدرت ر p ہیں۔ ملکی حالات خواہ کیسے بھی ہوں، ظلم کی رات خواہ کتنی ہی۔ کیوں نہ ہو، Ki نی ہمت اور کد و کاوش سے حالات کو تبدیل کیا جاسکتا ہے، عارف عبدالمتین اس فکر کے ساتھ رشتہ مستحکم کیے ہوئے ہیں کہ f سحر بہر طور ہو کر رہے گی 1 اس کے پ ولتاری طبقے کو۔ وجہ سے کام 8 ہوگا۔ ان کے اشعار میں مساعی حالات سے نبرد آزما کی کا حوصلہ بھی ہے اور نئے سرے سے۔ وجہ کرنے کا پیام بھی ہے۔ ان کی شاعری میں خارجی فہ کی عکاسی کے ساتھ ساتھ تغزل، گداز اور داخلیت کا۔ بھی عدیم النظر ہے۔ ان کی غزل کے ایمائی پہلوان کی شاعرانہ ہنرمندی کا منہ بولتا

ثبوت ہیں، وہ شعر کو شعر بنانے کے ہنر پر قدرت رکھتا ہے۔ عارف عبدالمبین درحقیقت غیر طبقاتی سماج کی تشکیل نو کے قائل ہیں 1 ان کے یہاں سرمایہ دارانہ جگڑ بند کے خلاف احتجاج کی لہ بھی پوری قوت کے تیز ہوتی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے۔ وہ اپنے افکار و آئیے کے ذریعے دے (وہ چہرے کو لے کر) کامل یقین رکھتا ہے۔ ان کی شاعری کے اس سیاق و تناظر کو کامل القادری اس کا از سے واضح کرتے ہیں:

”عارف کی شخصیت اور شاعرانہ افت میں حسن اعتدال کا سٹو چمکتا ہے۔ اسی سلیقے سے وہ غیر طبقاتی سماج کی تشکیل کے خواب اور طبقاتی سماج کے شد 4 سے م کیے جا رہا ہے۔ وہ افادی ادب کا قائل ہے اور شاعری کو بھی حصول مقاصد کا ا۔ کارآمد حربہ سمجھتا ہے۔ لہذا اس کی آرزو مندی نو بہ نو پیرہن میں جلوہ نما ہوتی ہے۔ وہ معاشرے کی ہو بہو تصویر کشی کرتا ہے اور اسے لے کر آرزو بھی“ (۵)

عارف عبدالمبین نے شاعرانہ منشور ”انجمن“ کی پسند مصنفین اور حلقہ اثر ب ذوق سے حاصل کیا ہے۔ دوپہ و تاری طبقے کے لیے دو کی مسافرت تقسیم اور اس کی آزادی کے علمبردار شاعر ہیں، وہ اشتراکی آ کے حامی ہیں اور معاشرتی استحصال کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ انھوں نے استعماری صورت حال کو رد کرنے کی فکر کے ساتھ ساتھ سامراجی بورژوا طبقے اور اس کے گماشتوں پر اپنے کلام میں کاری ضرب لگائی ہے۔ عارف عبدالمبین زمین پر 4. نو کی بھوک، جہا ۶، غریب اور ان کے حقوق کی پامالی نہیں دیکھتے تھے۔ وہ سامراج کے فذ کیے ہوئے، اس آ کے خلاف صف آرائی کرتے رہے۔ انھوں نے سیاسی جبر کا مشاہدہ کیا اور اپنے اس مشاہدے کو اپنے اشعار کے قلب میں یوں ڈھال ڈالا:

حاکم شہر! شہادت سے وہ بچنے کے لیے
* پس سے آ رہے ہیں احباب بھی بیگانہ صفت

عارف عبدالمبین نے اپنی غزلوں میں سامراجی آ کے کھلی مخالفت کی ہے اور وہ سامراج اور حکمران طبقے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں، انھوں نے سامراج کے نوکر کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے، اس ”نوکر شاہی“ کے جبر و استبداد کو مسترد کر دیا ہے۔ ان کا رویہ کبھی کسی بھی صورت میں مصلحت آمیز نہیں رہا اور وہ K ن دشمن عناصر کی 4 ن دہی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا یہ شعر 5 حظہ کیا جا سکتا ہے:-

مصلحت کیش نہیں جن کی بصیرت عارف
! حقائق کو بیاں کرتے ہیں افسانہ صفت

میر کے اس شعر کا ا۔ مطلب تو مسئلہ جبر و قدر ہے اور دوسرا مطلب اس عہد کے سیاسی ماحول سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ عارف نے سیاسی جبر کا اظہار واضح طور پر کر دیا ہے، وہ اپنے اس 4 از میں میر سے متا 5 آتے ہیں، یہ شعر دیکھیے:

(اپنے مقفل ہیں خیال اپنے آفتار
کچھ سادہ مزاج اب بھی ہمیں کہتے ہیں مختار

عارف عبدالمتمین کی میٹر کے رے۔ میں کہی گئی، ا۔ غزل کے د۱۷ اشعار 5 حظہ کیے جا h ہیں:

مغلوب ہے تن روح تو مفتوح نہیں ہے
مر جاؤں گا لیکن، نہیں مانوں گا کبھی ہار

* زیڈ کی جھنکار بہت خوب ہے لیکن
کم، نہیں زیبائی میں تلوار کی جھنکار

مقبول ہیں اشعار مرے اپنے اہ سے
عارف مری شہرت نہیں منت کش دڑ۔

اردو شاعری کے مطالعہ سے اس امر کا پتا چلتا ہے کہ ہر عہد کے شعرا نے میر و نثار (۱۹۰۸ء) تحسین پیش کیا ہے اور ان کے رے۔ شاعری سے اہ ات بھی قبول کیے ہیں۔ میٹر کے شعری شعور۔ پہنچنے کی ہر شاعر نے کوشش کی ہے، لیکن ان کا سنا نہیں ہوتا۔ عارف نے بھی ایسی ہی ا۔ کوشش کی ہے اور اس کوشش کے نتیجے میں ان کی شاعری پر میر کا رے۔ دیکھا جاسکتا ہے۔ انھوں نے تہ تی پسند آیت کے تخلیقی بیانیے کے لیے مصرع سازی کا ہر میر سے سیکھنے کی سعی کی ہے۔ اس ضمن میں عارف عبدالمتمین کی ا۔ غزل کے چند اشعار 5 حظہ کیے جا h ہیں، 1۔ تہ تی پسند فکر کا دامن ان کی رہنمائی۔ ا۔ کے چاہے ہے:

۱۰٪ اغ حقیقت جلا کر چلے
چلتے ظلمت اٹھا کر چلے

۱۔ ہم چن میں بہ * از گل
ہر اک سمت خوشبو اڑا کر چلے

جلے یوں، سر پہ ہوئے آفتاب
شب غم کی سطوت مٹا کر چلے

خم موج سے ا۔ بن کر اٹھے
سر دھو دڑیہ بہا کر چلے

محولہ* لا اشعار میں عارف نے میٹر کا شعری اسلوب کی پیروی بھی کی ہے 1 خیالات بورژوا طبقے کے خلاف ان کے غم و غصے کی شدت کی بھی غمازی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان اشعار میں عارف کے شعور میں میر کا شعور سرگوشی کرتے دکھائی دیتا ہے۔ ان اشعار میں عارف کہتے ہیں کہ راستے کی رکاوٹیں، اذیتیں اور صعوبتیں ۱۰٪ کا راپنے ا۔ م کو پہنچ کر ختم ہو جا N گی۔ عارف عبدالمتمین کا رنگ تغزل 5 حظہ کیجیے:

اسے ۱۰۰٪ زہ پتے ، تجھ کو کچھ پتا ہو گا
کارواں بہاروں کا کس طرح لٹا ہو گا

کیسے ، م جاں سبزہ ، خاک میں 5 ہو گا
خشکیاں بگولوں نے ، رقص . # کیا ہو گا

کس کے * ل وپ جل کر راکھ ہوئے ہوں گے
شاخ گل کے پہلو سے شعلہ . # اٹھا ہو گا

. ہوائے زہر آگیاں ، ہوکتی چلی ہو گی
کیسے لالہ زاروں نے خوں اگل * ہو گا

کیسے ہو * غنچوں کے سی دیے ہوں گے
کیوں ، انہ گلشن بے صدا ہوا ہو گا

عارف عبدالمبین کی پ ولتاری طبقہ ۱۰۰٪ اس ہ پتے کی ما # محسوس کرتے ہیں اور اس سے اس کے ۱۰۰٪ کے حوالے اصرار و
استقرار کرتے ہیں اور خود کلامی کی سی کیفیت ان کے در آتی ہے 1 وہ حالات سے مایوس نہیں ہوتے بل کہ حالات کو بے لے کے
ایقانہ قائم رہتے ہیں ، مزید یہ کہ صبح بہار پ اُن کا یقین قائم و دائم رہتا ہے ، انھیں اس کا کامل یقین ہے کہ ریکی کی تلچٹ ۔
* . قی نہ رہے گی ، وہ کسی بھی صورت میں مید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے ۔ ان کے کلام میں ہلکی ہلکی کک کے ساتھ رجائیت کی
کیفیت کے رقصی معدوم نہیں ہوتے ۔ ان کا یہ رنگ تغزل ان کی شاعرانہ ہنرمندی اور ان کی فطری چہکاپ دلا * کہ ہے جو
ان کی فطری حسا کا زا G ہ وپ وردہ ہے ۔ ان کے یہاں داغلیت کے عناصر خارجی نہ گی کے حقائق کے آہنگ سے تعبیر و
عبارت ہیں ۔ عارف عبدالمبین کی شاعری میں خارجی نہ گی کے مسائل و مصائب ان کی حسا کا ۱۰۰٪ کے آئینہ دار ہیں ۔ ان کا میلان
طبع عصری آشوب ، Ki نی بے چارگی کے الم ک پہلوؤں سے اپنی شاعری کا خمیر کشید کرتے ہے ۔ Ki نی دکھوں کا المیہ ان کی
شاعری میں گداز اور تغزل کی شدت کو تیز کر دیتا ہے ۔ ان کی غزل کے جمالیاتی محاسن ، غنائی دل کشی ، پیکرہ اش ، ان کی ذات کی
اداسی ، 5۰٪ ن وغم کی داغلی نہیں بل کہ خارج کی زا G ہ وپ وردہ ہے عارف عبدالمبین کا دل اپنے طبقے کے لوگوں کے ساتھ
دھڑکتا ہے ، ان کو سماج کی * » فیوں کا 5 ل ہے ، ان کا غم ذاتی نوعیت سے * یہ وہ خارجی نوعیت ہے اور طبقاتی سماج کی
جکڑ بند یوں کے جن مختلف رنگوں اور پہلوؤں سے تعبیر و عبارت ہے ، اس ضمن میں کامل القادری ، عارف عبدالمبین کے رنگ سخن کا
تجزیہ اس ۱۰۰٪ سے کرتے ہیں :

”عارف دل گداختہ ۲۰ ہے ۔ اس کی غزل میں نہ صرف حسن بیان ، غنائیت اور

Impressionistic) کیفیات ہیں بلکہ عصری میثاق اور دستِ گلِ رخاں کا ۹۰٪ اشیں بھی ہیں، بے بسی، بے چارگی اور کسمپرسی کی کیفیتیں عزم و حوصلہ ۹۰٪ فروزی کے وجود اس کے طرزِ احساس کا ۹۰٪ ولایتِ نک ہیں ۹۰٪ میں اور اس طبیعت کا مالک ہے لیکن یہ اداسی، ۹۰٪ ن، یہ درد و کسبِ فانی * میر سے مختلف ہے یہ اس کے اس شعور کا عطیہ ہے کہ منزل مراد نہ پکے لہذا حسرت ای۔ ۲۰ ساں، ۲۰ ساں کیفیت میں ڈھل گئی ہے۔ اس کا دکھ معاشرے کی * ہمواری اور طبقاتی سماج کے کوکھ سے جنم ۸ ہے۔ کچھ ادبی اور احوال و ظراف کی بھی دین ہوگا لیکن مجموعی طور پر اہل محفل کا غم ہی غزل کے سانچے میں ڈھلتا ہے“ (۶)

ان کی داخلی کیفیت ای۔ عجیب کیفیت کا م ہے عارف عبدالتین ای۔ سائنسی سرے کے شاعر ہیں، وہ ای۔ ۲۰ قی پسند اور اپنے طبقے کے لوگوں کے لیے دردِ دل p والے شاعر ہیں، وہ اپنے عہد کی غیر مساوی نہ دو { کی تقسیم پر 5 ل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی سیاسی صورتِ حال سے بھی پوری طرح واقف ہیں، وہ A م کی * ریکارڈ بھی تخلیق ۴ میں دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور عہد کی تیرگی پر سوال اٹھاتے ہیں اور اپنے معروض کے) وہاں کا تخلیقی پیرائے میں اظہار کرتے ہیں۔ اس سیاق و تناظر میں ان کے یہ اشعار دیکھے جا th ہیں:

بے اُجالا اس قدر سورج کبھی نکلا نہ تھا

یوں تو ۱۰ کو بھی ۴ ہیرا تھا، 1 اتنا نہ تھا

سچ ہے پہلے بھی ستم طوفاں کے ہم سہتے رہے

اس طرح * پنی 1 سر سے کبھی آرا نہ تھا

عارف عبدالتین کی شاعری خارجی ۴ گی اور خارجی صورتِ حال کے مختلف پہلوؤں اور متنوع رنگوں سے عبارت ہے۔ انھوں نے عام آدمی کے مصائب و مسائل اور بے ولتاری طبقے کی سماجی ۴ گی اور سماجی صورتِ حال کو اپنی غزل کا موضوع بنایا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کے محکوم و مجبور، اقتصادی سطح پر ۴ ہما ۴ ہ، دکھوں اور کرب میں مبتلا افراد کی نوحہ خوانی کی ہے۔ اُن کی شاعری کہیں کہیں احتجاجی روپ دھار لیتی ہے۔ عارف عبدالتین کی شاعری میں رومانوی ر۔ بھی جلوہ پیرا ہے، ان کی غزل میں عشق و محبت کا ۴ تیں بھی ملتی ہیں۔ جن کا تعلق اُردو غزل کی روایات سے بہت گہرا ہے، لیکن وہ روایات میں ب۔ ت کے خواہاں ہیں۔ اُن کی شاعری ۴ رت کے متنوع پہلوؤں کی غماز ہے۔ ڈاکٹر انور سدید نے عارف عبدالتین کی غزل پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

”عارف کی غزل جس کھلی فضا میں سفر کرتی ہے، اس کا ای۔ ۲۰ یہی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے ہاں صحرانوردی اور سمندر کی

علائق وسعت، پھیلاؤ اور کشادگی کی مظہر ہے“ (۷)

عارف عبدالتین سامراج کی طرف سے آنے والی کلفتوں سے دل۔ داشتہ نہیں ہوتے اور نہ حادثوں سے خوف زدہ ہوتے ہیں اور

نہ ہی کسی خوف کسی قسم کے خوف میں مبتلا ہوتے دکھائی دیتے ہیں، وہ اپنی فکر کو اپنے لیے خوش کن خیال کرتے ہیں ان کے یہاں سامراج بورژوا سے ڈر خوف کی کیفیت سے مزید حوصلے کی اہمہ پیدا ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، جبر کی قوتیں ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لرزش پیدا کرتی ہوئی محسوس نہیں ہوتیں، ان کی غزلیں فکری و فنی حوالے سے مستحکم تو ہیں 1۔ تی پسندانہ آیت ان کا نہایت مضبوط حوالہ ہیں، اس حوالے سے ان کے یہ اشعار توجہ طلب ہیں:

اے سفید ہستی کھول * بھیں اپنا
چل بڑی ہوا اب تو، جس ہے گماں اپنا

حادثے میری بے یثانی کا * (۴) کیوں ہوں
ان کی یلغار سے گھڑا میں، تو سنور جاؤں گا

دور ۲ کے شعر میں ظہیر کا a ی اور عارف عبدالتین کو ا۔ خاص اہمیت حاصل ہے، انھوں نے اپنے اپنے ادبی اسلوب کی وجہ سے ا۔ ۱ میں مقام حاصل کیا۔ انھوں نے غزل کو ا۔ وقار» کیا اور اسے داخلی اور خارجی ب۔ بوں کا پیکر بنا کر پیش کیا۔ عارف عبدالتین کی نگاہ دوران کے عصری سیاسی و سماجی شعور کی غمازی کرتی ہے، سقوط ڈھاکہ کے سیاق و تناظر ب۔ بھی ان کی گہری آ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ K ن کو K ن کے مارنے کا دکھ بھی ان کی غزل کے مختلف اشعار کا موضوع C دکھائی دیتا ہے، جس ب۔ ان کا گہرا رخ اور 5 ل ہے۔ K ن کی تی ہی اس کی تباہی کا ب۔ بھی ہے، اس کا بھی انھیں شدت سے احساس ہے۔ اس ضمن میں ان کے درج ذیل اشعار دلیل کا فریضہ سرا • م دیتے ہیں:

میرا * زو ۱ H عارف مری تلوار سے
یہ وہ منظر ہے جسے * رخ کم دکھائے گی

میں اپنے خون میں نہا رہا سدا عارف
یہ کائنات ملی مجھ کو کربلا کی طرح

میری عظمت کا ۱۱، میری تباہی کی دلیل
میں نے حالات کے سانچے میں ڈھالا خود کو

عارف عبدالتین نے سقوط مشرق پاکستان یعنی قیام ملک کے تھوڑے ہی عرصے بعد ا۔ * زو کے ۱ جانے کا اظہار ایمائی پیکر، اشی کے ذریعے کیا ہے۔ انھوں نے انقلابی شاعری کی ہے اور ان کی شاعری کے کئی پہلو ہیں، انھوں نے اشتراکی اور سیاسی رویوں سے اپنا شعری اسلوب تشکیل دیا ہے۔ عارف عبدالتین نے ۱۱ شاعری کا آغاز کیا تو تی پسند تحری۔ اپنے پڑوں جماعتی تھی اور تی پسند شعرا نے غزل کو اس کام کے لیے غیر مناسب خیال نہیں کیا، ۱۱ دم، تی پسند شعرا نے اپنے افکار آیت کے تخلیقی بیا 6 کے لیے آ کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے موزوں خیال کیا یہی وجہ ہے کہ اس دور میں آ کو ب۔ ہی حد۔ نہ صرف فروغ حاصل ہو بل کہ

پنڈیائی بھی ملی اور نئے نئے موضوعات سے آ کے کیوس کو وسعت ملی 1 عارف عبدالمبین نے آ نگاری کے ساتھ ساتھ غزل گوئی میں بھی اہم مقام حاصل کیا، ان کی غزلوں کا استعاراتی کا آ م مضبوط و توتو ہے، عارف عبدالمبین کی غزل پ ڈاکٹر انور سدیہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عارف کی غزل نے اس کے فلسفہ فکر، فلسفہ فن اور فلسفہ نگ کی گنگی کے تمام راز ہائے آ اں مایہ جو اس کے بطون میں پوشیدہ تھے بنات العیش آ دوں کی طرح مجھ پ عزیں کر دیے اور اب مجھ پ ایہ * جہاں معنی آشکار ہونے لگا“ (۸)

اُردو غزل میں عام طور پ نگ گنگی سے آ اور فطرت سے کنارہ کشی اختیار کی جاتی ہے، لیکن عارف عبدالمبین کی غزل میں روایتی غزل کا سا ا از نہیں، انھوں نے دوسرے قی پسند شعرا کی طرح اپنی غزلوں میں نگ گنگی اور فطرت کے عمومی تقاضوں کو شامل کیا ہے۔ یہی ان کی غزلوں کا طرہ امتیاز ہے۔ عارف کی شاعری محبت کی شاعری ہے، وہ K ن کو آپس میں محبت اور ملاکت سے رہتے ہوئے دیکھنے کے خواہاں وہیں۔ اُن کی غزل میں صلیب کا استعارہ جا بجا مختلف صورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے درد و کرب کو اجتماعی رے میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ عارف عبدالمبین کی غزل میں ب یوں کی وسعت بے حلائی ں ہے، اس حوالے سے ان کے یہ اشعار 5 حظہ توجہ طلب ہیں:

*. \$ جی بھر کے اسے دہر کے محروموں میں
پیار دو ے تو نہیں ہے کہ جو گھٹ جائے گا

اُٹھے گی فضا میرے تن کی خوشبو سے
میں عود ہوں کبھی آ کر کوئی جلائے مجھے

% ا غ ہوں تو فقط طاق کیوں مقدر ہو
کوئی زمانے کے دڑی میں بھی بہائے مجھے

اپنے بچوں کی طرف غور سے . # بھی دیکھا
کتنے ہی رنگوں میں بکھرا ہوا ** خود کو

اے دو &، سی آ سی جو نم ہے تو مجھے کیا
میں خود ہنسوں گا، تجھے غم ہے تو مجھے کیا

کیا میں نے کہا تھا کہ زمانے سے بھلا کر
اب تو بھی سزاوار ستم ہے تو مجھے کیا

بھولا تو نہ ہو گا تجھے سقراط کا ۱۰ م

ہاتھوں میں، ے ساغر سم ہے تو مجھے کیا

عارف عبدالمبین کی $\text{K} \& \text{A}$ م کا غم لاحق تھا۔ وہ $\text{K} \& \text{A}$ نوں کے دکھ کو بھی اپنا دکھ ہی سمجھتے تھے۔ عارف نے اپنا یہ دکھ 5 صحت اور آواز کی کمی کے ساتھ اپنے شعروں کی صورت بیان کر ڈیا۔ انھوں نے اپنے م کو مل اور دھیمے لہجے میں ہر دھڑکتے کہہ دی ہے جو ان کے دل و دماغ میں تھی اور اس کام کے لیے انھوں نے تلخ اور تشویش لہجہ اختیار نہیں کیا۔ عارف عبدالمبین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کا شمار تہ قی پسند غزل کے اولین شعرا میں ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں سرور ارمان رقم طراز ہیں:

”عارف صا # کی غزل میں جمال آفرینی اور بہت پسندی اپنی تمام رعنائیوں اور رفعتوں کے ساتھ موجود

ہے۔ وہ غزل کو روایتی اور جمالیاتی قدروں کی نگہبانی کرتے ہوئے سماج کے سائنسی دور پر ارتقا اور

ترقی کو تسلیم کرتے ہوئے، اس کی عمارت کی تعمیر کرتے ہیں اور اپنی غزل کو نہ تو E زی بناتے

ہیں اور نہ ہی اسے محض تصوراتی اور ماورائی جہان میں محصور p ہیں“ (۹)

عارف عبدالمبین کا مسلک فکر حقیقت پسند اور اشتراکی ہے۔ وہ محض جمالیاتی قدروں کی عکاسی ہی نہیں p بل کہ حقیقت پسندی ہی ان کی فکری صورت حال اظہار کا Q و لائننگ ہے، یہی رہے۔ ان کی شاعری کی C دی پہچان ہے جو ان کی شاعری کی موزیہ کو تشکیل دیتا ہے۔ ان کی غزلوں میں K نی K کی کا داخلی کرب، مسائل و مصائب، آلام زمانہ جو بسا اوقات خارجی پیکروں سے تعبیر و عبارت ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ مقصد S اور شعر S کے بھرپور نمونے ملتے ہیں۔ تہ قی پسند A یے کے حامی شعرا کے ہاں ادب اور K کی ایہی ہے۔ وہ K کی کے بغیر کے ادب کا تصور نہیں کرتے۔ وہ ادب کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں سمجھتے بل کہ ادب کو K کی کے مسائل و مصائب اور آلام D کے حل کا ایہ طاقت ور ذریعہ تصور کرتے ہیں کہ ادب کے ذریعے سماج میں عام آدمی کے شعور کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔ تہ قی پسند A یے کے حامی ادیبوں نے مزدور کو معاشرے کا ہیرو بنا کر دکھایا ہے اور اس کے ساتھ محبت کا اظہار و الہانہ H ازیں کیا ہے۔ انھوں نے اپنی الگ پہچان کے لیے اپنے آپ کو مزدور طبقے کا U پندہ بنایا ہے۔ ان کی ساری وفاداریاں H ہ، مفلس، اقتصادی محرومیوں کا شکار غریب، مظلوم، مزدور طبقے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کے شاعرانہ مزاج کے حوالے سے ڈاکٹر انور سدید ”اردو ادب کی تحریکیں“ میں لکھتے ہیں:

”عارف عبدالمبین کا شمار تہ قی پسند شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے R اور غیر مزاجی کا اعلان کیے بغیر تہ قی

پسند A یے تبدیلی غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا۔ عارف کی شاعری معنوی طور پر ایہ مخصوص آئیڈیل کی تلاش

سے تعبیر ہوتی ہے اور ان کے ہاں رجائیت کا خوش آئند پہلو H یں ہے“ (۱۰)

پروفیسر عارف عبدالمبین ارتقا کے عمل کے نتیجے میں سماجی تبدیلی یقین p والے شاعر ہیں جو معاشرتی حقیقت پسندی کے

قابل ہیں وہ ایسی حقیقت نگاری کو پسند کرتے ہیں جس میں اشتراکیت کا پہلو بھی موجود ہو، جہاں پ ولتاری طبقہ غرباء کی چکی میں پس نہ رہا ہو، وہ طبقاتی آءم کے خلاف مضبوط فکر کے شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں فلسفہ اشتراکیت کی مثالیں بہ کثرت دیکھنے کو ملتی ہیں:

حاکم کی نگاہوں میں خطا کار نہیں ہیں
منصور کے منصب کے طلب گار نہیں ہیں

مشکوک ہے ان لوگوں کے کردار کی عظمت
اس دور میں جو لوگ سر دار نہیں ہیں

بجا کہ ز a ہے پیہم مفاہمت لیکن
یہ لفظ وہ ہے کہ میری لغت سے خارج ہے

چلی جو * بد حادث تو دل نے تن کے کہا
یہ شاخ ٹوٹ تو سکتی ہے جھک نہیں سکتی

عارف عبدالمتمین کی شاعری میں سیاسی عدم استحکام، سماجی مسائل اور معاشرتی * ہمواریوں کی عکاسی تخلیقی پیرائے میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ عارف عبدالمتمین کی غزل پر تبصرہ کرتے ہوئے سرور ارمان ”زر لغت“ میں رقم طراز ہیں:

”عارف عبدالمتمین کی شاعری ای - ایسی تحریر ہے جو نہ ٹھہراؤ اور محمود کا شکار ہوتی ہے نہ شکست خوردگی کی امت قبول کرتی ہے اور نہ مایوسی اور * امید کی گنگناہوتی ہے۔ فلسفہ اشتراکیت سے غیر مشروط اور غیر متزلزل وابستگی کے وصف اشتراکی حقیقت نگاری کے عناصر کا ان کی شاعری میں اساس کا درجہ رکھنا بعید از قیاس نہیں، ان کے * س ن گ، ان کی رفعت و ارفعیت، ان کے مضبوط اور منصفانہ : و خال ان قدروں کے تحفظ اور فروغ اور شاعری میں ان تمام عناصر کو رجائیت کے شعور کے ساتھ شامل کرنے کے حق میں ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ اسی لیے وہ آ : اور مصلحت کو اپنی شاعری میں جگہ نہیں دیتے، ان کی فکر شعور ذات اور کائنات سے مالا مال ہے، اور شعور ذات اور شعور کائنات کے امتزاج کو اپنی شاعری کی اساس بنانے والا شاعر یقیناً اشتراکی حقیقت نگاری ہی کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کا

سزاوار ہے“ (۱۱)

عارف عبدالمتمین اپنی غزل میں استعاروں کا بہ کثرت استعمال کرتے ہیں۔ یہ استعارے عارف عبدالمتمین کے خلاقانہ ذہن کی پیداوار ہیں۔ ۱۔ تی پسندانہ افکار و آئیے سے ہی ان استعاروں کا خمیر گندھا ہوا آئیے ہے، ان استعاروں میں ای - تحریر اور ب۔ ق رفتاری کا عنصر بھی لائیے از سے جلوہ پیرا ہوا ہے۔ ان کے بیش استعاروں میں تی پسند فکر کی بھائی کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

عارف عبدالتین کی شاعری کا ا۔ خاصا یہ ہے کہ بیسیویں صدی کی اردو غزل میں ان کے منفرد رنگ سخن کے کارن ان کا مہیا آ۔ ہے۔ ان کے یہاں عصری و سماجی شعور اس M. کا بھی نتیجہ ہے جو انھیں اپنے اساتذہ کے طفیل نصیب ہوا۔ عارف عبدالتین کی غزل کہیں بھی جمود اور جگالی کا شکار نہیں آتی، وہ قی پسندانہ افکار و تصورات کو اپنے احساس کی چھلنی سے اُڑا کر تفع کے ساتھ اپنے مخصوص ڈھنگ میں خلق کرنے پر قدرت پر ہیں، یہی وہ وصف خاص ہے جو انھیں ادبی از « کہتے ہیں، وہ متنوع جہات و موضوعات کے شاعر ہیں، اس حوالے سے ان کے درج ذیل اشعار دیکھیے جا h ہیں:

بہت کٹھن ہے p جنگلوں میں میرا سفر
کراہتا ہوں درختوں میں میں ہوا کی طرح

سرحد آ کیا ہے منزل سفر کیا ہے
ساتھ لے کے نکلے ہیں، ہم تو آسماں اپنا

عارف عبدالتین اپنی شاعری میں کھلی فضاؤں اور روشنیوں کو متعارف کرواتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی غزل مسلسل سفر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے اشعار سفر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لفظ: وخال نکال ے ہیں، بولنے لگتے ہیں؟ تیں کرنے لگتے ہیں، عارف کے منفرد لہجے اور صداقت اظہار نے انھیں مکابندہ شعرا میں لاکھڑا کیا ہے۔ عارف عبدالتین نئی ± کے لیے ا۔ درس گاہ ہیں۔ جہاں تجربات اور مشاہدات کر کے ا۔ * ادب تخلیق کیا جاسکتا ہے۔ ان کی شاعری میں تحرک کے عناصر سے اس لیے عبارت ہے کہ وہ دی طور پر نگ کی حرکیات پر یقین پر ہیں۔ اسی لیے انھوں نے قی پسند ادبی تحریر۔ کا نہ صرف اپنے لیے انتخاب کیا بلکہ مذکورہ ادبی تحریر۔ میں بھرپور حصہ بھی لیا۔

اشتراکی ادیبوں نے اپنے مانی الضمیر کے اظہار کے لیے گھٹن زدہ کلیت پسندی اور جبریت کے خلاف نئی علامتوں کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ اس علامت نگاری کی وجہ سے اردو کو ا۔ * طرز احساس نصیب ہوا، جو درحقیقت، قی پسند طرز فکر کی ہی دین ہے۔ عارف عبدالتین کی شاعری میں قی پسندانہ علامت ورموز کا بھرپور تخلیقی استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ انھوں نے اپنے آدرش اور ادعا کے تخلیقی اظہار کے لیے علامتوں کا نئے سلیقے اور قرینے سے استعمال کیا ہے۔ وہ ادب کے متحرک کرداری پہلوؤں اور لحظہ بہ لحظہ لپتی ہوئی نگ کی میں پ و لتاری طبقے کی پہلے سے بہتر نگ کی حرکیات پر یقین پر p والے رجائیت پسند شاعر ہیں جو معاصر عالمی آشوب کی بورژوا طاقتوں کے خلاف تو شعور و فکر کے داعی ہونے کے ساتھ ساتھ طبقاتی A م کے خلاف اپنی شاعری میں اپنے مانی الضمیر کا بھرپور تخلیقیت کے ساتھ اظہار کرتے ہیں، ان کے موضوع کی اچ، ہیئت کے تجربات کا تقاضا ضرور کرتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاعر کو موضوع اور فنی اعتبار سے قی پسند ہونا چاہیے، اس ضمن میں عارف عبدالتین کے یہ اشعار 5 حلقہ کیے جا h ہیں:

نہ میرے * پس زر و سیم تھے نہ مسند خاص
تھے بھلا مری عظمت کا علم کیا ہوا

سج گئیں میری کتابیں ہر دکان کے شیلف میں
اور عارف میرے بچے گھر میں بھوکے سو گئے

#. سر دار کوئی کھینچتا ہے
لوگ عارف کو * د کرتے ہیں

ہشیار تھے & ، دام میں آئے نہ ہم آواز
تھی رنکی سی مجھ کو آفتار ہوا میں

عارف عبدالتین اپنے ذاتی اور ملکی مساعدا حالات کا سامنا کرتے ہیں 1 وہ طبقہ اشرافیہ سے کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرتے، وہ اس معاملے میں کسی مصلحت کا شکار بھی نہیں ہوتے۔ ان کی شاعری سے ان کا عہد پوری طرح. ۲ ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وہ سچائی کا پچم بلند کیے ہوئے ہیں۔ بسا اوقات ان کی آواز آہم کی جبر & کے خلاف شدید صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ انھوں نے مساعدا حالات کا سامنا دلچسپی کے ساتھ کیا ہے۔ اس حوالے سے سرور ارمان رقم لکھتے ہیں:

”عارف عبدالتین کی غزل کی خوبی ہے کہ # وہ غزل کہتے ہیں تو پھر غزل ہی کہتے ہیں۔ نہ کہیں احتجاج
کا پچم اٹھاتے ہوئے & ۳. داور مرد & کے فلک شکاف ۴ لگاتے ہیں اور نہ کبھی اسیر & ۵ زگی
(۶) ور خسار ہو کر بے منزل سرشاری و سرمستی کی راہوں پہ چل ۳ ہیں۔ وہ لطیف ۷ بوں کا اظہار بھی
* وقار اور آہ و مندانہ ۸ از میں کرتے ہیں وہ شعر & کے حسن اور فن کی توقیر کو ساتھ ساتھ لے کر چلتے

ہیں“ (۱۲)

عارف عبدالتین نے اردو غزل کو ایہ معیار کیا ہے۔ انھوں نے شاعری کو بنی نوع K ن کی فلاح و بہبود کے لیے نہا & اہم ذریعہ خیال کیا ہے۔ قی پسند ادیبوں نے جس اشتراکی سماج کا خواب دیکھا تھا، عارف عبدالتین نے اپنی شاعری کے ذریعے اس خواب کو تعبیر کا پیرا ہن کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ K نی ۹ کو روشن دیکھنے کے آرزو مند ہیں، اسی لیے کدو کاؤڈپ ان کا یقین پختہ ہے:

ہنستے ہوئے جینے کی تمنا میں مری ہے
وہ شمع کہ رستے میں ہواؤں کے جلی ہے

میں اپنے خون میں نہا رہا سدا عارف
یہ کائنات ملی مجھ کو کر بلا کی طرح

میری عظمت کا ۱۴، میری تباہی کی دلیل
میں نے حالات کے سانچے میں نہ ڈھالا خود کو

میرا *زو H عارف مری تلوار سے
یہ وہ منظر ہے جسے *ریخ کم دکھائے گی

عارف عبدالمبین کی غزل میں شعور *گی ملتا ہے، ان کی صدا دراصل سماجی حقیقت کا اظہار ہے، جسے انھوں نے شعری رنگ
میں پیش کیا ہے۔ وہ اپنے آدو پیش کے حالات سے بے خبر نہیں بل کہ زمانے کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ وہ کہیں بھی کسی
مقام پر مایوسی کا شکار آ نہیں آتے بل کہ ان کی رجائیت ایہ عزم اور ولولہ پیدا کرتی ہے۔ انھوں نے اپنے رد عمل کا اظہار یوں کیا
ہے:

جنگل ہے شہر اور شکاری ہیں ہر طرف
*ہوں گھر میں صورت آہو ڈرا ہوا

شہر کے *اں نے پہنا دیں وہ زنجیریں مجھے
میری و *کو میسر دل کا صحرا بھی نہیں

*کہ ہر اک گام بے *یشہ جاں ہے
C نہیں سیکھا ہے 1 اپنی ڈا سے

غم نہ کر عارف آ ہے بند ساحل کی ہوا
*بوں کو کھول، کشتی کو کھلے *پنی میں لا

عارف عبدالمبین نے سماج کو اساس اور اہم اکائی تصور کیا ہے اور اس پر کئی ایہ عمدہ غزلیں کہی ہیں۔ انھوں نے اردو غزل کو
نئے فکری زاویے سے روشناس کر ڈیا ہے۔ عارف عبدالمبین نے اپنے منفرد اسلوب اور تو *لجے اور بے *ک *انجن سے اردو غزل
کو ایہ نئی ۵ سے ہم کنار کیا ہے۔ اردو شاعری کا ڈی دم حصہ روایتی ہے، اس میں فارسی شاعری کی تقلید عام آ آتی ہے 1 عارف
عبدالمبین نے روایتی غزل سے انخاف کی صورت اختیار کی ہے، وہ روای *میں تہی پسند آیت کے قائل ہیں، انھوں نے روای *
میں وسعت پیدا کر کے اس کی محدود حدوں کو پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے، اس حوالے سے ڈاکٹر حسرت کا سگنجوی ”مفیض“
میں لکھتے ہیں:

”عارف عبدالمبین ایہ آتی شاعر ہیں۔ ان کا رجحان ڈی دم انقلاب اور اشتراکیت کی طرف ہے لیکن
ان کے ہاں عام انقلابیوں کی طرح گھن آج نہیں ہے۔ اشتراکیت سے N منٹ کے طور پر ان کی شاعری

عارف عبدالتین کی غزل میں طبقہ اشرافیہ کے خلاف صدائے احتجاج کی گونج اوجڑ گشت، تخلیقیت اور شاعرانہ ہنرمندی کے ساتھ ابھرتی ہے۔¹ کہیں بھی عہد نہیں بچ، اپنی فنی خوبیوں سے مصصرہ شوہد پیکلیتی جاتی ہے، ان کی غزل میں سیاسی و سماجی ر۔ فکری و فنی لیدگی کے ساتھ عیالیں ہو کر منظر عام پر آتے ہیں، عارف عبدالتین نے فنی پسند شاعری کے اڑ ب۔ اربے (فیض، یحیٰ، ظہیر، عارف) میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۶

۲۔ عارف عبدالتین، سفر کی «»، (لاہور: ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۸۷ء)

۳۔ عارف عبدالتین، املاکات، (لاہور: ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۸۸ء)

۴۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۸۹

۵۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۳۹

۶۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۲۳۳

۷۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۵

۸۔ سہ ماہی، مفیض (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۹۰

۹۔ ادبی سلسلہ، زریفت، رووال، س ن، ص ۱۲

۱۰۔ انور سید، ڈاکٹر، اردو ادب کی تحریکیں، (کراچی: انجمن قی اردو، ۱۹۸۷ء)

۱۱۔ ادبی سلسلہ، زریفت، رووال، س ن، ص ۱۲

۱۲۔ ادبی سلسلہ، زریفت، رووال، س ن، ص ۱۲

۱۳۔ سہ ماہی، مفیض، (عارف عبدالتین نمبر)، گھوڑا نوالہ، ۱۹۹۳ء، ص ۷

- ☆ انور صلیب، ڈاکٹر* پاکستان میں اردو غزل کا ارتقا۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۲ء
- ☆ سروری، عبدالقادر، ج ۱+ اردو شاعری۔ لاہور: شیخ غلام علی نان پبلشرز، ۱۹۶۷ء
- ☆ سہ ماہی، مفیض، (عارف عبد المتین نمبر)، ۱۵/۱۰/۱۹۹۳ء
- ☆ صدیقی، ابوالاعجاز حفظ۔ تفہیم و تحسین شعر۔ لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۶ء

- ☆ صدیقی، ابواللیث۔ تجربے اور رواۃ - لاہور: اردو مرا، ۱۹۵۹ء
- ☆ صدیقی، ابواللیث۔ غزل اور مثنوی لہن۔ لاہور: اردو مرا، ۱۹۵۸ء
- ☆ عابد علی عابد، سید۔ اسلوب۔ لاہور: مجلسِ قی ادب، لاہور، ۱۹۹۶ء
- ☆ عابد علی عابد، سید۔ البیان۔ لاہور: مجلسِ قی ادب، ۱۹۸۹ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ دہ ودل۔ لاہور: جمہور پبلشرز، ۱۹۸۷ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ موج در موج۔ لاہور: جہانگیر شران، ۱۹۶۱ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ آتش سیال۔ لاہور: جہانگیر شران، ۱۹۶۲ء
- ☆ عبدالمتین، عارف، صلیب غم، لاہور: جہانگیر شران، ۱۹۶۵ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ سفر کی - لاہور: ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۶ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ دریاچے اور صحرا۔ لاہور: ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۶ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ بے مثال۔ ملتان: کاروان ادب، ۱۹۸۷ء
- ☆ عبدالمتین، عارف ۱۹۵۵ کا گھاؤ۔ لاہور: ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۸۵ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ حرف دعا۔ لاہور: عارف عبدالمتین اکیڈمی، ۱۹۸۸ء
- ☆ عبدالمتین، عارف۔ دھوپ کی چادر۔ لاہور: عارف عبدالمتین اکیڈمی، ۱۹۸۹ء
- ☆ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر۔ اردو شاعری کا فنی ارتقا۔ لاہور: الو قار X A، ۱۹۹۷ء
- ☆ محمد الدین - بیسویں صدی کا شعری ادب۔ لاہور: پولیمیر X A، ۱۹۸۸ء
- ☆ میر تقی میر۔ دیوان میر۔ لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۵ء
- ☆ ونہ آغا، ڈاکٹر۔ اردو شاعری کا مزاج۔ لاہور: مجلسِ قی ادب، ۲۰۰۸ء